جماعت احمدیہ کی پہلی صدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے مشابہت رکھتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍اکتوبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد نصرت کوپن ہیگن ڈنمارک)

(خلاصہ خطبہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

جب سے اس دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت شروع ہوئی دو قسم کے انبیاء آتے رہے ہیں۔ ایک وہ جو صاحب شریعت اور صاحب حکم ہوا کرتے تھے اور ایک وہ جو کسی شریعت کے تابع ہو کر آتے تھے اور جو بدعات پہلے سے نازل شدہ دین میں پھیلی ہوئی ہوتی تھیں انہیں دور کر کے دین کو اس کی اصلی اور خالص شکل میں از سرِ نو پیش کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں انبیاء بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:- اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا التَّوۡرٰىةَ فِيۡهَا هُدًى وَّنُوۡرٌ ۚ يَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ الَّذِيۡنَ اَسۡلَمُوۡا لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا (المائدۃ:۴۵)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ تورات بطور شریعت کے نازل تو موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی تھی لیکن بعد میں ایسے انبیاء آئے جو خود بھی اس شریعت پر عمل کرتے رہے اور دوسروں سے بھی اس پر عمل کراتے رہے یَحۡكُمُ بِهَا النَّبِيُّوۡنَ کا یہی مطلب ہے۔

حضور نے دونوں قسم کے انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا یہ فرق تو انبیاء علیہ السلام کے درمیان اصولی طور پر پایا جاتا ہے لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ قائم ہے کہ ہیں سب ایک جیسے۔ مثال کے طور پر اصولی اختلاف کے باوجود دونوں میں پائی جانے والی یکسانیت اس امر سے

بھی ظاہر ہے کہ دونوں قسم کے انبیاء کی مخالفت ہوئی اور اس قدر شدید مخالفت ہوئی کہ اپنے مشن میں ان کی کامیابی ناممکن نظر آنے لگی۔ انبیاء بنی اسرائیل میں سے آخری بنی شریعت موسوی پر عمل کرانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ ان کی انتہائی شدید مخالفت ہوئی اور انہیں شدید قسم کی تکالیف برداشت کرنا پڑیں حتیٰ کہ ان کے بعض ماننے والوں کو عرصۂ دراز تک غاروں میں زندگی بسر کرنا پڑی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو جائیں گے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق انہیں کامیاب کیا۔ سب سے آخر میں صاحبِ شریعت نبی خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں قرآن کریم کی کامل شریعت تھی جو تا قیامت بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے آپ کو عطا کی گئی۔ آپ کی بھی انتہائی شدید مخالفت ہوئی اور آپ کو بھی اور آپ کے ماننے والوں کو بھی شدید تکالیف اور اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر خود امت محمدیہ میں وہ لوگ جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (المقاصد الحسنۃ بیان الکثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالحسنۃ صفحہ ۲۸۶) کے مصداق تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی خود امت محمدیہ نے مخالفت کی۔ وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے فقہ میں امت کی رہبری کی اور جن کے لئے ہم آج بھی دعائیں کرتے ہیں جیسے حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام بن جنبلؒ وغیرہم اپنے اپنے وقت میں انہیں ہر قسم کی تکالیف پہنچائی گئیں اور بعض کو قتل بھی کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے معاً قبل کی صدی میں نائیجیریا میں حضرت عثمانؒ بن فودی آئے۔ انہوں نے مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا، بدعات سے دین کو صاف کر کے صحیح اسلام لوگوں تک پہنچایا لیکن ہوا یہ کہ ان پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور ان کے خلاف تلوار اٹھائی گئی۔ انہیں اور ان کے مشن کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ اس کے باوجود وہ کامیاب ہوئے اور اسلام ان لوگوں میں اپنی اصل شکل میں قائم ہوا۔

اسی ضمن میں حضور نے مزید فرمایا کہ آخر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے وجود میں امام مہدی آئے۔ مہدی کے متعلق قرآن میں پیش گوئیاں پائی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مہدی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلام پہنچانے کی

ہدایت فرمائی اور فرمایا جب بھی تم اس کا زمانہ پاؤ اس کے ساتھ شامل ہو جانا کیونکہ اسلام اس کے ذریعہ سے دنیا میں فتح یاب ہوگا اور غالب آئے گا۔ چونکہ امت محمدیہ میں مہدی علیہ السلام سے بڑھ کر اور کوئی پیدا نہیں ہوا اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جس قدر پیار اور آپ کے لئے خدمت وفدائیت کا جو جذبہ مہدی علیہ السلام میں نظر آتا ہے وہ کسی اور میں نظر نہیں آتا۔ اور اسی لئے یہ ضروری تھا کہ امت محمدیہ میں ظاہر ہونے والے بزرگوں کی جس قدر مخالفت کی گئی تھی اس سے بڑھ کر مخالفت مہدی علیہ السلام کی جاتی۔ پس مخالفت تو ہوگی اور ضرور ہوگی لیکن اس کے باوجود ہمیں یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں محبت کے ساتھ، پیار کے ساتھ اور غایت درجہ ہمدردی اور غمخواری کے ساتھ احمدیت نے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ترین رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے نوعِ انسان کے دل جیتنے ہیں۔

اس امر کی مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پندرہ سال جن کے اوائل میں سے ہم گزر رہے ہیں میرے اندازے کے مطابق غلبہ اسلام کی صدی کے لئے تیاری کے سال ہیں۔ جماعت احمدیہ کی پہلی صدی (جس کے پورا ہونے میں پندرہ سال رہ گئے ہیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی سے مشابہت رکھتی ہے۔ مکی زندگی میں مسلمانوں اور اسلام کی مخالفت آہستہ آہستہ بڑھتی ہی چلی گئی تھی۔ جو لوگ اس دور میں خدائے واحد پر ایمان لائے تھے اور جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا انہیں پے در پے تکالیف پہنچائی گئی تھیں اور ان کی شدت میں اضافہ ہوتا چلا گیا تھا۔ اسی طرح میرے خیال میں اگلے پندرہ سال میں جو جماعت احمدیہ کی پہلی صدی کے اختتام کا زمانہ ہے دنیا ہمیں تکالیف پہنچانے اور مٹانے کی کوشش کرے گی لیکن جس طرح مکہ کے ابتدائی مسلمانوں نے بشاشت کے ساتھ تکالیف برداشت کی تھیں حتیٰ کہ ان کے ننگے جسموں کو پتھروں پر گھسیٹا گیا تھا۔ شعب ابی طالب میں محصور کر کے بھوکا اور پیاسا رہنے پر مجبور کیا گیا تھا پھر بھی صحابہؓ نے بشاشت کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کیا تھا اسی طرح ہنستے اور مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ ہمیں بھی تکالیف برداشت کرنا پڑیں گی۔ جب مکہ میں حق پرستوں کے سینوں پر گرم پتھر

رکھے جاتے تھے اور نیچے زمین پر بھی آگ کی طرح تپتے پتھر ہوتے تھے اس حالت میں بھی ان کے منہ سے یہی آواز نکلتی تھی کہ اللّٰہ احد کہ اللہ ایک ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس یقین سے پُر تھے کہ فی الحقیقت خدا ہے وہ اس یقین سے پُر تھے کہ ان کا خدا ساری طاقتوں کا مالک ہے، وہ اس یقین سے پُر تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دعوے میں صادق ہیں اور خدا کے سچے رسول ہیں، وہ اس یقین سے پُر تھے کہ اسلام بہرحال غالب آئے گا اور وہ خود ان رحمتوں کے وارث بنیں گے جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھ پر ایمان لانے والوں کو صحابہؓ کے سے انعام ملیں گے لیکن انہیں صحابہؓ کی سی تکالیف بھی برداشت کرنا پڑیں گی۔ ہم اس یقین سے لبریز ہیں کہ جو بشارتیں چودہ سو سال سے اس وقت تک دی گئی ہیں اور جو خبریں بطور بشارت حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو ملی ہیں وہ ضرور پوری ہوں گی۔

حضور ایدہ اللہ نے مزید فرمایا ہماری جماعتی زندگی پر ۸۵ سال گزر چکے ہیں۔ جس طرح بتایا گیا تھا جماعت احمدیہ کی زندگی اسی طرح Unfold ہوئی ہے۔ میں دو مثالیں بیان کر دیتا ہوں۔ ان میں سے ایک پوری ہو چکی ہے اور دوسری کے پورا ہونے میں ہمیں ذرّہ بھر بھی شک نہیں ہے۔ پہلی مثال یہ ہے کہ جس دن لینن اور اس کے ساتھیوں نے سر جوڑ کر انقلاب روس کا منصوبہ بنایا اس سے دو ہفتہ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ

؎ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحالِ زار (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۲۰)

یہ لمبی پیشگوئی ہے اور یہ اس کا صرف ایک حصہ ہے جس میں زارِ روس اور اس کے اقتدار کے خاتمہ کی خبر دی گئی تھی۔ ایک دفعہ ایک روسی سائنسدان پاکستان آیا ہم نے اُسے دعوت دے کر ربوہ بلایا۔ جب وہ ربوہ آیا تو میں نے اس سے کہا کہ جب تمہارے لیڈر لینن کو ابھی پتہ بھی نہ تھا ہمیں معلوم تھا کہ تمہارے ملک میں کیا ہونے والا ہے۔ میں نے اور بھی پیشگوئیاں اُسے بتائیں۔ وہ سن کر بہت حیران ہوا اور اس نے بڑے تعجّب کا اظہار کیا۔ الغرض یہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی اور ہم نے اسے پورا ہوتے دیکھا۔ اس سے بھی زیادہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو ابھی پوری ہونی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

فرمایا ہے کہ میں نے رؤیا میں روس کے اندر ریت کے ذرّوں کی طرح احمدی دیکھے ہیں۔ جو پیشگوئیاں پوری ہوجاتی ہیں وہ دلوں میں یہ یقین پیدا کرجاتی ہیں کہ جو مزید بشارتیں یا خبریں دی گئی ہیں وہ بھی اپنے وقت پر ضرور پوری ہوں گی۔

حضور نے فرمایا یہ تو ایک مثال ہے جو میں نے بیان کی ہے ورنہ پچھلے ۸۵ سال میں ہم نے بے شمار بشارتوں کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ اس لئے ہر احمدی کا دل اس یقین سے لبریز ہونا چاہئے کہ وہ تمام بشارتیں جو ہمیں دی گئی ہیں وہ اپنے اپنے وقت پر ضرور پوری ہوں گی اور اسلام بہرحال دنیا میں غالب آئے گا۔ ان کے پورا ہونے میں شک کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اسلام اس زمانہ میں اپنے نور، اپنے دلائل، اپنے نشانوں کے ذریعہ پیار اور محبت کے ساتھ بنی نوع انسان کے دل جیت لے گا۔ ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ ایسا ہوگا اور ضرور ہوگا۔ دنیا کا کوئی منصوبہ، کوئی دکھ، اور کوئی مصیبت ہمیں یقین کے اس مقام سے ہٹا نہیں سکتی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی ہم سے پیار کرتا رہے اور اپنی رحمتوں سے ہمیں نوازتا رہے اور ایسے اعمال بجالانے کی ہمیں توفیق دیتا رہے جس سے اس کی رضا کی جنتیں ہمیں حاصل ہوں۔

حضور انور کا یہ پُر معارف اور بصیرت افروز خطبہ نصف گھنٹہ تک جاری رہا خطبہ کے بعد حضور نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹؍ اکتوبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۲، ۵)

۞۞۞